

## خواجہ غلام فریدؒ کے مشاہداتِ حرمین شریفین اور اُن کے تقاضے

(سفر حج و عمرہ سے متعلقہ کافوں اور اُن کی تاریخی ترتیب کی روشنی میں ایک تجزیاتی اور وصفی مطالعہ)

*The Spiritual Experiences of Khawaja Ghulam Farid during  
His Journey to Haramain and their Implications  
(An Analytical and Descriptive Study of His Kafis related to Hajj and Umrah)*

ڈاکٹر خورشید احمد سعیدی<sup>(1)</sup>

### Abstract

The journey of a sincere and pious Muslim to the holy cities of Makkah and Madinah for Hajj and Umrah are the blessed and unique among other travels because he is granted with special spiritual blessings and experiences. Although many scholars and spiritual guides have recorded their experiences of Hajj and Umrah for the benefits of coming generations, Khawaja Ghulam Farid Chishti of Kot Mitthen Pakistan is unique in the sense that he wrote his experiences in very sweet Kafis—a special kind of poetry—of the Saraiki language. His description is not only of what he saw openly, observed materially and experienced spiritually, but also it contains valuable Sufi lessons for those who intend to go for Hajj and Umrah.

There are two basic questions of research on this topic. Firstly, what experiences of Khawaja Ghulam Farid are found in his Kafis which he wrote during his journey of Hajj and Umrah? Secondly, what are the manners and etiquettes he intended to teach to those who want to visit Makkah and Madinah for Hajj and Umrah? This research follows analytical and descriptive method to investigate the answers of these questions. The findings of this research are helpful in improving peace and harmony of a Muslim with Almighty Allah, the Holy Prophet (*Blessings and Peace of Allah be upon him*), the people of Makkah and Madinah, his Muslim fellows and humanity in large.

جب بھی کوئی مسلمان حرمین شریفین میں حج و عمرہ کی سعادت و عبادت سے بہرہ مند ہوتا ہے تو وہاں کئی ایسے مادی، روحانی، ظاہری اور باطنی واقعات اُس کے مشاہدہ میں آتے ہیں جو روئے زمین پر کسی اور جگہ ممکن نہیں۔ حج و عمرہ کا فریضہ ادا

(1) فیکلٹی آف اسلامک اسٹڈیز، شعبہ تقابل ادیان، انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد

کرنے والا مسلمان اگر متبحر عالم دین، متقی بزرگ یا ولی اللہ ہو تو اُس کے مشاہدات کہیں ارفع اور ارفع ہوتے ہیں۔ اپنے اُن مشاہدات سے آنے والی نسلوں کو فائدہ پہنچانے کے لیے بہت سے خواتین و حضرات کی جانب سے کئی کتب اور مضامین شائع کیے گئے ہیں۔ علماء میں مولانا عبد الماجد دریابادی، امین احسن اصلاحی اور حافظ لدھیانوی کے نام مثال کے طور پر پیش کیے جاسکتے ہیں۔ اِخواتین میں بیگم فرحت حجازی اور ڈاکٹر قرۃ العین طاہرہ<sup>2</sup> جبکہ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے پروفیسروں میں سے ڈاکٹر الحاج محمد شجاع ناموس، ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، ڈاکٹر منظور ممتاز اور ڈاکٹر محمود الحسن عارف کے نام نمایاں ہیں۔<sup>3</sup> حریم شریفین کے سفر کے دوران میں اپنے مشاہدات و تاثرات شائع کرنے والوں میں عرفان صدیقی کا نام بھی کسی نہ کسی جگہ شامل ہو گا۔<sup>4</sup>

موضوع سے متعلق سابقہ کام میں بہت سے ایسے بزرگانِ دین نے بھی خوب اضافہ کیا ہے جن کا شمار اہل اللہ اور اولیاء میں ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت خواجہ محمد معصوم بن حضرت مجدد الف ثانی کے سفرِ حریم شریفین کے ملفوظات و مکاشفات کا تذکرہ ”حسناتِ الحرمین“ میں، حضرت شاہ ولی اللہ کے مشاہدات کی تفصیل ”فیوض الحرمین“ میں، علامہ سید مناظر احسن گیلانی کی رودادِ سفر ”در پارہ نبوت کی حاضری“ میں، اور اسی طرح پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی کے بعض مشاہدات کا تذکرہ اُن کے مجموعہ ”مرآة العرفان“ میں ملتا ہے۔<sup>5</sup> اسی زمرہ خواص میں حضرت خواجہ غلام فرید (۱۲۶۱-۱۳۱۹ھ / ۱۸۳۵-۱۹۰۱ء) علیہ الرحمہ بھی شامل ہیں جنہوں نے اپنے مشاہداتِ حریم شریفین اور سفر حج کے مکاشفات و تاثرات نثری صورت میں نہیں بلکہ سرائیکی زبان میں اپنے ”دیوان فرید“ کی کافیوں میں محفوظ کیے ہیں۔

عوام و خواص کی ان تمام کاوشوں سے موضوع کی زرخیزی اور افادیت ثابت ہوتی ہے۔ ان تمام حضرات نے حج و عمرے کا سفر رسول اکرم ﷺ کی اتباع اور صحابہ کرام کی پیروی میں کیا۔ اپنے مشاہدات و تاثرات شائع کرنے میں ان مصنفین کا ہدف یہ ہے کہ اتباعِ رسول اکرم ﷺ سے خود بھی اللہ کے مَحَب اور محبوب بنو اور دوسروں کو بھی اُس کا مَحَب اور محبوب بننے کا شوق دلاؤ۔ یعنی ان بزرگوں کی کوششوں کا مقصد اللہ اور اس کی مخلوق کے درمیان عشق و محبت کا تعلق قائم کرنا اور اُسے مضبوط بنانا ہوتا ہے۔ ان کی محنت سے معاشرے میں امن و سلامتی کی فضا قائم ہوتی ہے اور لوگوں میں اپنے حقوق کے حصول کے ساتھ ساتھ اپنے فرائض کی ادائیگی کا احساس بھی بڑھتا ہے۔

اپنے مشاہدات و تاثراتِ حریم شائع کرنے والے تقریباً تمام عشاق نے نثری وسیلے کو اختیار کیا ہے جبکہ حضرت خواجہ صاحب نے شعری صورت کو ترجیح دی۔ اس کی ایک واضح وجہ شاعری میں اُن کی قادر الکلامی ہے۔ دوسرا سبب یہ ہے کہ ایک قاری یا سامع پر جتنا اثر شعر کا ہوتا ہے نثر کا نہیں ہوتا۔ لیکن مشاہدہ یہ ہے کہ شعر میں استعمال کیے جانے والے تشبیہات و استعارات، تمبیحات و کنایات، حقیقت و مجاز وغیرہ کی فہم عام قارئین کے لیے مشکل ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں خواجہ صاحب کے مشاہدات و تاثراتِ حریم شریفین پر کوئی تحقیقی کام نہیں ہوا۔

حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کا شمار ایسے اہل اللہ اور اولیاء اللہ میں ہوتا ہے جنہوں نے تاحیات اُمتِ مسلمہ کو دینِ اسلام کا سچا متبع بنانے، اُن کی اخلاقی تربیت کرنے اور منازل سلوک میں مُریدین کی رہنمائی کرنے کے ساتھ ساتھ غیر مسلموں میں بھی تبلیغِ اسلام کا کام کیا۔ اُن کا سرانجی ”دیوان فرید“ اہل تصوف، اور ساکانِ طریقت کے ساتھ ساتھ اہل زبان اور ادیبوں کے ہاں مقبول اور متداول ہے۔ مزید برآں پاکستان کی متعدد جامعات میں سرانجی زبان و ادب میں ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کرنے والے طلبہ و طالبات کے کورسز میں فریدیات کا مطالعہ شامل ہے۔ اس لیے زیر نظر موضوع پر تحقیق سے فکر فرید کی فہم اور فرید شناسی سے دلچسپی رکھنے والے محققین کو بھی فائدہ ہو گا۔

موضوع سے متعلق کافیوں کے تحقیقی مطالعے کا ایک ہدف یہ ہے کہ خواجہ صاحب علیہ الرحمہ کے مشاہدات سے عام مسلمان بھی استفادہ کریں اور اُن کے تقاضوں کو پورا کر کے اپنے ایمان و عمل، عبادت و اخلاق اور باہمی معاملات کو بہتر بنا سکیں۔ اس موضوع پر تحقیق کا معاشرے کے افراد کو متوقع فائدہ یہ ہو گا کہ اس کی مدد سے وہ اپنے عمل کو خالص اور حُسن معاشرت کو بہتر بنا سکیں گے۔ اس طرح معاشرے میں اخوت، بھائی چارہ، ہمدردی، ایثار، امن اور سلامتی کی فضا بہتر ہوگی۔

اس مقالے میں جن سوالات کے جواب تلاش کیے گئے ہیں وہ یہ ہیں: سفر حج سے متعلق کافیوں میں خواجہ صاحب کے کیا مشاہدات پائے جاتے ہیں؟ آج کے قاری کے لیے اُن مشاہدات کے بیانات میں کیا کیا قابل عمل اسباق پائے جاتے ہیں؟ یہ مقالہ موضوع سے متعلق کافیوں میں ان سوالات کے جوابات کی تلاش میں تجزیاتی اور وصفی منہج تحقیق کا اطلاق کرتا ہے۔ اس وسیع موضوع کی ایک تحدید یہ ہے کہ یہ صرف اُن سرانجی کافیوں میں شامل موضوعات کو زیر بحث لاتا ہے جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں قیام، حج و عمرہ کی ادائیگی، واپسی کے سفر اور بالآخر وطن پہنچنے تک کے دوران تخلیق ہوئی تھیں۔ موضوع سے متعلق کافیوں کے متن، اُن کے نمبر اور مفہیم و مطالب کی تشریح و توضیح کے لیے زیادہ انحصار محقق جناب مجاہد جنوئی کے ”دیوان فرید بالتحقیق“ پر کیا گیا ہے۔ موضوع کے بنیادی سوالات کو زیر بحث لانے سے پہلے مناسب ہے کہ موضوع کی مرکزی اصطلاح یعنی مشاہدہ کے معنی اور مفہوم کو واضح کر دیا جائے تاکہ آنے والی بحث کی تفہیم آسان ہو جائے۔

### مشاہدہ اولیاء

مشاہدہ کی اصطلاح ظاہری حواس کے ساتھ ساتھ باطنی اور روحانی وسائل سے مختلف اشیاء، واقعات، واردات، احساسات وغیرہ کو جاننے، سمجھنے اور بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ اس کے قریب ترین ایک اصطلاح کشف ہے۔ مشاہدہ اور کشف میں تنوع کی کوئی حد مقرر نہیں کی جاسکتی۔ یہ کہنا غلط نہیں ہو گا کہ جتنے انسان ہیں اتنا ہی مشاہدات کی انواع بلکہ ہر انسان کے اپنے مشاہدات میں اُس کی علمی، روحانی اور وجدانی صلاحیتوں کی بنا پر بھی تنوع پایا جاتا ہے۔ خواجہ غلام

فرید علیہ الرحمہ کا شمار چونکہ تبحر علماء و اولیاء میں ہوتا ہے اس لیے یہ مقالہ اُن کے مشاہدات کو اولیاء اللہ اور عاشقانِ رسول ﷺ کے مشاہدات کے دائرے میں رکھ کر سمجھنے کی کوشش کرتا ہے۔

ابدال و اولیاء اللہ کے کشف و مشاہدہ کے بارے میں حضرت الشیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اولیاء اور ابدال پر اللہ تعالیٰ کے افعال میں سے ایسے اُمور مکشف کیے جاتے ہیں جو عقول کو مغلوب اور عادات و رسوم کو پارہ پارہ کر ڈالتے ہیں۔ یہ اُمور دو طرح کے ہوتے ہیں، جلالی اور جمالی۔ پھر جلالی اُمور کے بارے میں کہتے ہیں کہ جلال و عظمت بے چین کر دینے والا خوف، متزلزل کر دینے والا ڈر اور قلب پر انتہائی غلبہ پیدا کرتے ہیں۔ جسمانی اعضاء پر ان کے آثار ظاہر ہوتے ہیں۔ جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کے بارے میں روایت ہے کہ جب آپ نماز ادا فرماتے تو جلال و عظمتِ حق کے مشاہدے کی وجہ سے شدتِ خوف کی بناء پر آپ کے سینے مبارک سے دیکھی کے جوش مارنے کی سی آواز نکلتی تھی۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں بھی ایسی ہی روایات بیان کی گئی ہیں۔<sup>7</sup>

اس کے بعد آپ علیہ الرحمۃ مشاہدہٴ جمال کی نوعیت اور اثرات کے بارے میں فرماتے ہیں کہ مشاہدہٴ جمال سے مراد دلوں کا جلاء یافتہ ہو جانا ہے اللہ کریم کے انوار و سرور، لطف و کرم، لذیذ کلام، اور اُنسِ بخشنے والی گفتگو کے ساتھ ساتھ عظیم عنایات، بلند مراتب اور حق تعالیٰ کے قرب کی خوشخبری جیسے انعامات سے۔ اور یہ اس کی وہ رحمت ہے جس کی طرف آخر کار لوٹنا ہے۔ ان انعامات کی تقسیم کے بارے میں کئی زمانے قبل اللہ کے فضل و رحمت سے تقدیر کا قلم خُٹک ہو گیا ہے۔ اُن کو دُنیا میں تقدیر کے پورا ہونے تک ایک خاص وقت تک باقی رکھنا ہے تاکہ فرطِ شوق کے باعث اُن کی محبتِ الہی اتنی نہ بڑھے کہ اُن کے جگر شق ہو جائیں اور یہ کہ وہ موت سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بندگی اور عبادت کی ادائیگی کے سلسلے میں کمزور یا ہلاک نہ ہو جائیں۔ اللہ کریم اُن سے یہ سلوک اپنی خاص عنایت، رحمت اور نوازش کی وجہ سے اُن کے قلوب کی تربیت اور اصلاح کے لیے فرماتا ہے۔ وہ اُن کے ساتھ حکیم، علیم، لطیف، رؤف اور رحیم والا معاملہ فرماتا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ آپ اپنے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا کرتے تھے کہ اے بلال ہمیں تکبیرِ اقامت کے ذریعے راحت پہنچا۔ پھر آپ ﷺ نماز میں داخل ہوتے تاکہ اوپر بیان کیے گئے احوال کا مشاہدہ کریں۔ اسی لیے آپ نے فرمایا کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔<sup>8</sup>

حضرت الشیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے کشف و مشاہدہ کا جو مفہوم اور تفصیل بیان کی ہے وہ سفر حج یا زیارتِ حرمین شریفین سے متقید نہیں ہے۔ اس کا اطلاق عام ہے چاہے ابدال و اولیاء اللہ سر زمینِ حجاز، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، قبا، بدر و اُحد، غارِ حرا، غارِ ثور وغیرہ میں موجود ہوں یا کسی اور مقام پر۔ ہاں ان امکانِ مقدسہ پر ایامِ حج کے دوران اللہ کے جلال و جمال سے متعلق افعال کا کشف و مشاہدہ کسی اور جگہ یا دیگر ایام کے مقابلے میں زیادہ کثرت اور کیفیات میں ارفع، اعلیٰ اور ارفع ہو

سکتا ہے۔ اس کے علاوہ یہ کشف و مشاہدات ہر صاحبِ دل کے لیے اثرات، اسباب، اغراض اور درجات کے لحاظ سے یکساں بھی نہیں ہوتے۔ مزید برآں یہ بھی حقیقت ہے کہ اولیاء اللہ اپنے انہی مشاہدات کو بیان کرتے ہیں جن کا انہیں اذن ہوتا ہے یا جنہیں وہ اپنے فہم و فراست، حکمت و دانائی، اپنے منصبِ رشد و ہدایت کی ذمہ داریوں اور اصلاحِ الناس کے پیش نظر ظاہر کرنا مناسب سمجھتے ہیں۔ اس لیے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ نے اپنے سفر حج و عمرہ کے تمام مشاہدات کو اپنی کافیوں میں بیان کیا ہے۔ ان کافیوں میں انہوں نے قارئین کے لیے جو کچھ اور جتنا کچھ جن الفاظ و اسلوب میں مناسب اور مفید سمجھا بیان کر دیا۔

اس بنیادی اصطلاح کی توضیح و تشریح کے بعد خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ کے سفر حج و عمرہ سے متعلق کافیوں کے چند اہم امور کو سمجھنا ضروری ہے۔ حضرت خواجہ صاحب کے سفر حج و عمرہ کے بارے میں جن اصحابِ قلم نے مختصر یا مفصل معلومات پیش کی ہیں اُن کے سرخیل مرزا احمد اختر اور مولانا محمد عمر ہیں۔ اُن دونوں کی تحریروں سے استفادہ کرنے والوں میں مولانا نور احمد فریدی، محمد اسلم میٹلا، مجاہد جتوئی اور محمد سعید احمد شیخ نمایاں ہیں۔<sup>9</sup> اپنے اپنے مصادر و منابع سے استفادہ کرتے ہوئے اس سفر کے دوران تخلیق ہونے والی جتنی زیادہ کافیوں کی نشاندہی مجاہد جتوئی نے اپنے ”دیوانِ فرید بالتحقیق“ میں کی ہے کسی اور مصنف نے نہیں کی۔ دیوانِ فرید بالتحقیق میں پیش کی گئی معلومات سے واضح ہوتا ہے کہ سرانجی مجموعہ ”کلامِ دیوانِ فرید“ کی آٹھ کافیاں ایسی ہیں جو حرمین شریفین سے متعلق ہیں۔ یہ اپنی بجزری اور عیسوی تواریخ کے ساتھ مرتب اور دیوانِ فرید میں مقرر نمبر کے ساتھ درج ذیل جدول میں پیش ہے۔<sup>10</sup>

1. ۳ ذوالحجہ ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸۷۹ء کافی نمبر ۸۶
2. ۳ ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۸ نومبر ۱۸۷۹ء کافی نمبر ۱۶۰
3. ۲۲ ذوالحجہ ۱۲۹۶ھ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۸۷۹ء کافی نمبر ۸۷
4. ۴ محرم الحرام ۱۲۹۷ھ کافی نمبر ۱۶۱
5. ۱۵ محرم الحرام ۱۲۹۷ھ مطابق ۸ دسمبر ۱۸۷۹ء کافی نمبر ۱۵۳
6. ۱۵ محرم الحرام ۱۲۹۷ھ تا ۵ صفر المظفر کے بعد کافی نمبر ۱۵۵

7. ۱۴ / صفر ۱۲۹۷ھ مطابق ۲۷ جنوری ۱۸۸۰ء کافی نمبر ۱

8. ۱۹ / صفر ۱۲۹۷ھ مطابق ۲ فروری ۱۸۸۰ء کے بعد کافی نمبر ۲۶۹

اس مقالے میں ان کافیوں کا تاریخی ترتیب کے لحاظ سے مطالعہ پیش کیا گیا ہے تاکہ اس سے مشاہدات کی ترتیب اور اُن کے فکری ارتقاء کو جاننے اور آپ کے پسند و نصح سے حسبِ ضرورت استفادہ کرنے میں مدد مل سکے۔ موضوع زیر بحث کی مذکورہ بالا اساسی جوانب پر گفتگو کرنے، اُن سے متعلق ضروری اُمور کی توضیح و تفصیل کے بعد اب یہ مقالہ منتخب کافیوں میں خواجہ صاحب کے مشاہداتِ سفر حرمین شریفین کو تلاش کرتا اور متعدد ذیلی عناوین کے تحت زیر بحث لاتا ہے۔

### 1. خانہ کعبہ کے قُرب میں مشاہداتِ جمال

جناب مجاہد جتوئی کے مطابق دیوان فرید کی کافی نمبر ۸۶ جدہ کی بندرگاہ سے مکہ مکرمہ کی طرف جاتے ہوئے تصنیف ہوئی۔<sup>۱۱</sup> اس کافی میں عرب شریف سوہنے سائل یعنی کعبہ، راہِ مدینہ کی وادیوں، وغیرہ کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ ان سے متعلق مشاہدات کی تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔

اس کافی کے بند نمبر ۳۱ تا ۳۳ میں خواجہ صاحب نے کعبہ کے قُرب میں اپنے مشاہدہٴ جمال پر فرحت و سُور کا اظہار جن وجد انگیز انداز الفاظ میں کیا ہے وہ ایک قاری پر بھی وہی کیفیت مرتب کر دیتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

چ زور یار پے ٹھاندے ہن      متار ڈینھ گدے آندے ہن

کلبہ ماڑو! ویداں بھالے      سُرخنِ مُسک مُسک غم ٹالے

بُولے، بیٹے تے کٹمالے      سہجوں پکے کھاندے ہن

بادِ شمالی، لُر کے لُر کے      بارِش، رِم جھم، رے رے

اکھیاں پُھر کن، لوں لوں مُر کے      ٹھہر گے گوشے ہاں دے ہن

خانہ کعبہ کے قُرب میں جو اُصول اوقات اور رُوح افزا لمحات نصیب ہوئے انہیں بیان کرنے کے لیے خواجہ صاحب نے نوجوان شادی شدہ جوڑے کے عروسی ایام 'ڈینھ گدے' کا استعارہ استعمال کیا ہے۔ زیب و زینت اور آرائشِ حُسن و جمال کے معروف و مروج سامان کا ذکر مکمل ترتیب سے کیا ہے۔ نئی نویلی اور پھولوں کی تیج پر بیٹھی دُہن کی آنکھوں میں کجلہ،

نازک ہونٹوں پر سُرخئی، ناک میں بُو لے، ماتھے پر بینے، اور گلے میں کٹھمالے جس طرح اُس کی حُسن آرائی، سحر انگیزی، جاذبیت و چاہت میں اضافہ کر رہے ہوتے ہیں وہ اُس کے ڈلہا کو اپنے ہمہ جہت اثرات میں لے لیتے ہیں۔ اُس کی فسوں خیزی کو مزید بڑھانے کے لیے اگر بادِ شمالی بھی چل پڑے، بادلوں کو بھی ساتھ لے آئے، رَم جھم پھوار بھی شروع ہو جائے، مٹی کی بھینی بھینی خوشبو بھی پھیل جائے تو مُحب کے دل و دماغ کی پرواز کیسے رُک سکتی ہے؟ اُس کے جسم و رُوح پر اس پورے نظارے کے جانفزا اثرات اور جوش و جنون کا کون انکار کر سکتا ہے؟ رقص کے ذریعے فرحت و سُرور کی تسکین پر کیسے پابندی لگائی جاسکتی ہے؟

اس سب کچھ کی عارضی اہمیت و ضرورت اپنی جگہ لیکن کعبہ اور حرم کعبہ کا ظاہری اور باطنی حُسن و جمال اور اُس کی معطر، مُعنبر اور مطہر فضائیں اُس سے کہیں زیادہ پائیدار اور کئی لحاظ سے اعلیٰ و ارفع رُوحانی عنایات و انعامات اپنی آغوش میں آنے والے زائرِ حرم کو عطا کرتی ہیں۔ قلب و نظر اور جان و جگر کی رُوحانی طاقتوں اور وجدانی صلاحیتوں میں جو اضافہ اور استحکام حرم کعبہ میں نصیب ہوتا ہے عروسی ماحول میں اُس کا حصول تو دُور کی بات ہے ہی اُس کا تصور تک ممکن نہیں ہوتا۔ مقصدِ حیاتِ انسانی کا فہم و ادراک اور اُس کے حصول کی جو تربیت یہاں ہوتی ہے کسی اور جگہ ممکن ہی نہیں۔ جوش و جذب کی جو کیفیت یہاں ملتی ہے وہ کسی اور ماحول میں کہاں نصیب ہوتی ہے؟ روئے زمین کی رعنائیاں، رنگین نظارے اور گلہائے رنگارنگ سے مزین بہاریں مل کر بھی اُن نعمتوں کی مثل یا متبادل پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ یہ خواجہ صاحب کا ہی کمال فن ہے جنہوں نے کعبہ کے قُرب میں مشاہدہ جمال کے اتنے بڑے فلسفے کو عام انسانی تجربے کے تناظر میں اتنے مختصر جملوں میں سمو کر رکھ دیا ہے۔

اس کافی کے بند نمبر چار میں خواجہ فرید علیہ الرحمۃ نے ایک اور مشاہدہ جمال کو بیان کیا ہے۔ خواجہ صاحب کے مطابق حضور اکرم ﷺ اپنے محبت کرنے والوں اور عاشقوں پر جب نظر کرم کرتے ہیں تو انہیں اپنے پاس حاضری کا اذن عطا فرماتے اور شایان شان طریقے سے حوصلہ افزائی فرماتے ہیں۔ خواجہ صاحب فرماتے ہیں:

چیندیں عرب شریف ڈٹھوسے لہندیں سکدیں نامرچپوسے

سوہٹے سائل یاد کیتوسے ہارسنگار سہاندے ہن

اس بند میں بیان کردہ مشاہدہ کے جو تقاضے اور آداب معلوم ہوتے ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ ﷺ کے عشاق آپ کے وطن کو ادب و احترام کی وجہ سے 'عرب شریف' کہتے ہیں۔ اُن کے نزدیک آپ کا وطن بہت محترم اور بہت ہی پیارا ہے۔ اُن کے دلوں میں اسے دیکھنے کی شدید تڑپ ہوتی ہے۔ وہ مرنے سے پہلے اس خواہش کے پورا ہونے کے متمنی ہوتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ خواجہ صاحب نے محبوب کریم کے لیے سوہٹے سائل کا لفظ استعمال کیا ہے اور بتایا ہے کہ آپ ﷺ جب اپنے عشاق کو یاد کرتے اور انہیں حاضری کی اجازت عطا فرماتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ حسب استطاعت بن سنور کر حاضر

ہوں۔ قلب و نظر کی ظاہری و باطنی طہارت اور پاکیزہ سوچ فکر سے حاضر ہونا آدابِ بارگاہِ نبوی میں سے ہے۔ اخلاقِ رذیلیہ کو چھوڑنا اور اخلاقِ حمیدہ سے مزین ہونا اُس عظمت و رفعت والی بارگاہ کے مطلوب آداب میں سے ہے۔  
کافی نمبر ۸۶ کے بند نمبر ۶ تا ۸ میں خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے مدینہ منورہ کے راستے میں موجود وادیوں کے مشاہداتِ جمال اور عرب شریف کی دلکش روایات کے بارے میں اپنے عرفانِ آفرین شعور کا اظہار کیا ہے۔ یہ نئیوں بند ملاحظہ ہوں:

وادیوں راہِ مدینے و الیاں	سہِ گی باغِ بہشتی چالیاں
ہر ہر آن، سدِ خوشِ حالیاں	سنگھ ساوے ڈکھ ماندے ہن
عرب شریف دی سہی ریتے	لاوے دل نوں پر ملیے
وسریے چا چڑھ صدے کیے	اصلوں محض نہ بھاندے ہن
حُسنِ جمالِ دی دھرتی آئی	سبھ شے چارھی طرز ڈکھائی
فرحتِ روزِ فرید سوائی	ڈکھڑے ماندے ساندے ہن

خواجہ صاحب کے مشاہدے اور تجربے کے مطابق مدینہ منورہ کا راستہ اور سرزمینِ منفرد و ممتاز خصائص اور فوائد کی حامل ہیں۔ اُن کے مطابق مدینے کے راستے کی وادیاں، ہو بہو بہشتِ کارنگ ڈھنگ پیش کرتی ہیں۔ یہاں ہر لمحہ خوش حالی اور آرام و سکھ میں اضافہ ہوتا ہے۔ سرزمینِ عرب کے طور طریقے بہت خوبصورت اور روایاتِ شاندار ہے۔ یہ تو دل میں محبت کی آگ لگاتی اور اُسے بھڑکاتی ہے۔ یہاں آنے والا عاشق اپنے وطن اور اہل وطن تک کو بھول جاتا ہے۔ یہاں کی ہر چیز دل پسند اور ذوق کے مطابق ہے۔ یہاں رُوحانی و وجدانی فرحت و شادمانی میں بھی مسلسل اضافہ ہوتا ہے، آرزوؤں کی تکمیل ہوتی ہے۔ اس طرح عاشق کے درد اور پریشانیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

## 2. عرب کی مقدس سرزمین اور حرم کعبہ کے مشاہدات

دیوان فرید کی کافی نمبر ۱۶۰ میں خواجہ فرید علیہ الرحمۃ نے عرب شریف کی وادیوں، منزلوں، پانیوں، گرد و غبار، پودوں، درختوں، حج، عمرہ، اس کی فضیلت، وغیرہ موضوعات کو چھیڑا ہے اور ان سب کے بارے میں خواجہ صاحب کے بہت دلچسپ وجدانی شعور کا پتہ چلتا ہے۔ ان سب کے بارے میں خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مشاہدات قابل ملاحظہ ہیں۔ آپ اس کافی کے ابتدائی اشعار میں سرزمین عرب کی وادیوں، منازل، وضع قطع، پانیوں، گرد و غبار، پودوں، پھولوں اور کانٹوں سے متعلق اپنے مشاہدہ جمال اور متعلقات محبوب کی شان کا شعوریوں بیان فرماتے ہیں:

رِڈُوڑی سِک دِید اِردی ہے      مَتّال آئی نِگری دِلد اِردی ہے

اَرْض مُقدّس مُلکِ عربِ دی      ہر ہر وادی فرحِ طربِ دی

مَنْزِلِ مَنْزِلِ طَرَحِ نَجَبِ دی      ساری وَضَعِ سِنِگارِ دی ہے

ہر ہر قطرہ آب ہے کوثر      گرد و غبار ہے مشک تے عنبر

کِرڑ، کِنڈا، شمشاد، صُنوبر      خاوی شِکل بہارِ دی ہے

یعنی مُلکِ عرب کی ساری دھرتی پاک اور طیب و طاہر ہے۔ ہر وادی رُوحانی مسرتوں کا سرچشمہ ہے۔ اور ہر منزل وضع قطع کے اعتبار سے ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے کسی نے اُسے خاص طور پر سنوارا اور سنگارا ہے۔ اہل دید کی نظروں میں یہ سارے کا سارا باغ و بہار ہے۔ اہل عشق و محبت کے لئے مکہ معظمہ کے پانیوں کا ہر قطرہ آب کوثر کی طرح حیات بخش ہے۔ اُن کے نزدیک یہاں کے گرد و غبار، مشک و عنبر سے بھی زیادہ خوشبودار ہیں۔ یہاں کی خاردار جھاڑیاں شمشاد اور صنوبر کی طرح پُرکشش اور پُر لطف لگتی ہیں۔ عشاق کی نگاہوں میں یہاں کے کانٹے بھی بہار کے پھولوں سے حسین تر دکھائی دیتے ہیں اور ان کے حُسن میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے گا۔ ایسا کیوں ہے؟ وجہ یہ ہے کہ ان سب چیزوں کا تعلق اور نسبت مُحب کے دل دار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور دل دار کی نگری سے ہے۔

خواجہ صاحب سرزمین عرب کے بارے میں یہ نصیحت کرتے ہیں کہ بوقتِ ضرورت عشاق کو عرب شریف کے تحفظ اور حفاظت کی خاطر جان و مال قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کرنا چاہیے۔ درج ذیل بند میں آپ اسی حوالے سے فرماتے ہیں:

عرب شریف ہے سہمی ساری نازک نازوتے متواری

تھیواں واری لکھ لکھ واری دار نبی مختار دی ہے

یعنی عرب کی سر زمین ہر لحاظ سے خوبصورت، نازک، نازنین اور پُر کیف ہے۔ یہ نبی مختار ﷺ کا پاک و وطن ہے اس لئے عشاق کا جی چاہتا ہے کہ اس پر لاکھوں بار قربان ہو جائیں۔ ﴿وَلَا خَيْرَ لَكَ مِنَ الْأُولَىٰ﴾<sup>12</sup> کی قرآنی خوش خبری اور پیشین گوئی کے تناظر میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب نے محبوب معظم ﷺ کے وطن کی جو خوبیاں اور صفتیں بیان کی ہیں اُن میں تا قیامت اضافہ ہوتا رہے گا۔

### 3. مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کا سفر اور مشاہدات

حج و عمرہ کی ادائیگی کے بعد حُجَّاجِ بَارِگاہِ نَبَوِیِّ میں حاضری کے لیے مدینہ منورہ کا سفر کرتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جس نے حج کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی تو گویا اُس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔“<sup>13</sup> حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا: ”مَنْ زَارَ قَبْرِي" أَوْ قَالَ: "مَنْ زَارَنِي كُنْتُ لَهُ شَفِيعًا أَوْ شَهِيدًا، وَمَنْ مَاتَ فِي أَحَدِ الْحَرَمَيْنِ بَعَثَهُ اللَّهُ مِنَ الْأَمْنَيْنِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ“<sup>14</sup> یعنی جس نے میری قبر (راوی کہتے ہیں کہ یا آپ ﷺ نے فرمایا) میری زیارت کی میں اس کا شفیع یا گواہ ہوں گا، اور جو کوئی حرمین میں فوت ہوا اللہ تعالیٰ اُسے روز قیامت ایمان والوں کے ساتھ اُٹھائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ دیوانِ فرید کی کافی نمبر ۸۷ میں خواجہ صاحب کے قافلے کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ جانے کی تیاری، وہاں حاضری کے لیے مچلتے دلوں کی کیفیات اور فرحت و سرور کے مشاہدہ جمال کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ ان کا بیان ملاحظہ ہو۔

مدینہ منورہ کے سفر کے لیے سواری کے اونٹوں، اُن کے سامان اور حُسن و جمال کے بارے میں اپنا مشاہدہ جمال خواجہ صاحب نے سادہ الفاظ، چُست تراکیب، بلند تخیل اور ایسے رواں اُسلوب میں پیش کیا ہے جو جذب و مستی کی کیفیت طاری کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

اَج شَبْرِيَا شَغْفَافَ بَهَانَدَے ہِن مَتَاں دِیَس پُنل دے آندے ہِن

ناز و جمیلِ جمیلِ وطن دے راہی رَہندے رَا سِرْٹ دے

ہر دم ہو نوں نالِ اَمَن دے ساتھی درد مند اداں دے ہِن

سہ سٹے جَمَلِ جَمیلِ بدِاوی      شمس و قمر دے نالِ مَساوی

سارے حُسنِ جَمالِ تے حاوی      ڈے گوشے ہاں دے ہن

فرماتے ہیں کہ آج اونٹوں کے کجاوے اور پاکھڑے ہمارے دلوں کو لُبھارے ہیں۔ امید ہے کہ ہمارے محبوب حضرت رسول خدا ﷺ کا وطن قریب آ گیا ہے۔ سرزمینِ پاک کے طرح دار اور حسین و جمیل اونٹ ہمیشہ محبوب کے دیس کی جانب رواں دواں رہتے ہیں۔ خدا کرے ہمیشہ امن و سلامتی سے رہیں کیونکہ ہم جیسے محزون و مغموم مسافروں کے یہی ہمدرد و مساز ہیں۔ خوبصورت اونٹ اور حسین و جمیل بدوی لوگ ہماری نگاہوں میں تو سورج اور چاند کے برابر ہیں۔ سب کے سب حسن اخلاق اور حسن سیرت پر حاوی ہیں اور ہم عاشقانِ رسالت کے تو تختِ جگر ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں جبکہ ہمارے لئے آستانِ محبوب پر پہنچنے کا یہی واحد ذریعہ ہیں۔

بارگاہِ حبیب میں حاضری کے لیے شرکائے قافلہ کی خوشی و مسرت اور جوش و جذبے کا مشاہدہ خواجہ صاحب نے کس باریک بینی سے پیش کیا ہے؟ اس سلسلے میں انہوں نے لبوں کے مسکرانے، آنکھوں کے پھرکنے، رنگوں کے پھڑکنے اور دلوں کے مچلنے کے فرحت و سرور کو اس طرح بیان کیا ہے کہ ایک سماں باندھ دیا ہے۔ انداز و اسلوب ایسا ہے کہ قاری پر وہی کیفیت طاری ہونے لگتی ہے۔ گویا خواجہ صاحب اپنے قاری کو بھی اُس منظر کے کیف آور جذب میں شریک کرنا چاہتے ہیں۔ اس کافی کا بند ۳ تا ۶ ملاحظہ ہوں:

لبِ مُسکاون، اکھیاں پھرکن      گپِ گپِ بے، دِ لڑیاں سُرکن  
 غم! غم کھاوا، ڈُکھڑے گُرکن      سولِ سروں نَسِ جاندے ہن  
 آئے گپِ گپِ سدھائے      بھگے گپ، گپِ سدھائے  
 تِن مَر ڈُکھڑے گپِ سدھائے      جو چہندے سولاندھے ہن

یعنی مدینہ طیبہ کے قریب آنے سے رگ رگ اور نس نس میں خوشی کی لہر دوڑ گئی ہے۔ چہروں پر تبسم اور مسکراہٹوں کے پھول برس رہے ہیں۔ آنکھیں و فور مسرت سے پھرکنے لگی ہیں۔ دلوں میں گدگدی سی ہو رہی ہے۔ غموں کا خاتمہ ہو گیا ہے اور دُرد و آندوہ تو سرے سے بھاگ ہی گئے ہیں۔ خوش نصیبی آئی، بد قسمتی چلی گئی، نیک بختی کی برکات کا دور دورہ ہے، مایوسی چھوڑ

گئی، دکھ تن من سے نکل چکا ہے۔ اب ہم جو چاہتے ہیں وہ مل جاتا ہے۔ کیا نیک بختی ہے! کیا سعادت مندی ہے! کیا عزت افزائی ہے زائرِ حرمین شریفین کی!!

خواجہ صاحب نے کہا ہے ”جو چہندے سولاندھے ہن“۔ اس مصرعے سے یہ معلوم نہیں ہو سکتا ہے کہ خواجہ صاحب نے کیا کیا چاہا تھا جو انہیں مل گیا؟ البتہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتِ رحمہ اللہ کے ایک مشاہدہ کی مدد سے خواجہ صاحب کے اس مصرعے میں پوشیدہ مشاہدہ کو سمجھنے میں کچھ اشارات مل سکتے ہیں۔ مخدوم جہانیاں جہاں گشتِ رحمۃ اللہ علیہ جب دوسری بار حج بیت اللہ کے لیے گئے اور مدینہ منورہ میں حاضری دی تو سورِ کائنات ﷺ نے آپ پر کیا کرم فرمایا؟ لکھتے ہیں: ”جس وقت میری عرض کرنے کی نوبت آئی میں نے پہلے وضو کیا اور دو رکعت نماز ادا کر کے با آواز بلند عرض کی الصلوٰۃ والسلام علیک یا جدی، روضہ مطہرہ سے آواز آئی وعلیکم السلام یا احسن ولدی۔ پس قفل دروازہ روضہ ممتبر کہ کا زمین پر گر پڑا اور دروازہ از خود کھل گیا اور میں روضہ ممتبر کہ کے اندر گیا اور درخواست حاضری اس حضرت پاک سے کی، حکم بزبان فارسی صادر ہوا کہ ”بیا اے مخدوم جہانیاں جہاں گشت“ جوں ہی اس خطاب سے مشرف ہوا، اور زیارت کر کے واپس مدنیہ منورہ میں آیا۔“<sup>15</sup>

بارگاہِ حبیب ﷺ میں حاضری کے لیے تیار عشاق کی کیفیات کا مشاہدہ بیان کرنے کے بعد آپ علیہ الرحمہ فرحت و سرور میں اضافہ کرنے والے بادلوں کا سایہ، بارش کی ٹھنڈک، موسم کی خوشگوار، پودوں پر جھومتے شگوفوں اور چار سولہ لہاتی ہریالی کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔ مشاہدہ جمالِ قدرت کے بیان کے لیے اس کافی کا بند نمبر ۵ ملاحظہ ہو:

بدلیں جڑ گھٹنگھور بچائی  
پھوگیں لاپس، خٹکی چائی

ناز کریندی اہی لائی  
عارف عبرت کھاندے ہن

یعنی بادلوں کی گھن گرج دیدارِ محبوب کے لیے تڑپتے دلوں کی آہوں کا ساتھ دے کر ایک آہنگ پیدا کر رہی ہے۔ لاغزب اور لائی کی جھاڑیاں نازک اندامِ نوخیز شہزادی اور حُسن و جمال کی پری کی مثل ناز کر رہی ہیں۔ مشتاقانِ مصطفیٰ کے قلوب کی یہی کیفیت ہے۔ اس ماحول اور موسم میں اصحابِ عرفان و معرفت نصیحت حاصل کرتے ہیں کیونکہ ان تمام رنگ برنگ کے پودوں اور جھاڑیوں کا وجود کائنات کے نظام میں اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ یہ سب خالق کائنات کی ربوبیت اور کمالِ قدرت کا خاموش بیان ہیں۔ ان میں تفکر و تدبر کرنا عارفین کی معرفت میں اضافہ کرتا ہے۔ یہ مقام، یہ موسم اور یہ نباتات ﴿هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ﴾<sup>16</sup> کے مختلف معانی اور مفاہیم کی طرف اشارے کر رہے ہیں۔

اس کافی کے آخری بند میں اپنی نیک بختی، بلند اقبال اور حضور نبی کریم ﷺ کی کرم فرمائی کے مشاہدہ کو اجمالی طور پر

یوں بیان کرتے ہیں:

طالع بھلے، بخت سَوَلے آئے محض فرید دے وَلے

پل پل یار، سنیڑھے گھلے ڈینہہ ڈکھاں تُوں واندے ہن

یعنی فرید کا ستارہ عروج پر ہے۔ بخت یا ور ہے۔ فرید نے جو چاہا اسے مل گیا۔ اب تو لمحہ بہ لمحہ محبوب کی طرف سے پیغامات آرہے ہیں۔ اور زندگی کے ایام ڈکھ درد سے خالی ہو گئے ہیں۔ اس بند میں ”پل پل یار، سنیڑھے گھلے“ کے الفاظ قابل توجہ ہیں۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب کو بارگاہِ نبوی میں بلند مقام حاصل تھا۔ انہیں سوتے جاگتے ایسے اشارات اور پیغامات مل رہے تھے کہ بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضری اب کسی تاخیر کا شکار نہ ہوتا کہ وہاں مقدر کردہ عنایات اور تحائف بر وقت حاصل کیے جاسکیں۔

#### 4. عشاق کے اکرام کا مشاہدہ جمال

دیوانِ فرید کی کافی نمبر ۱۶۱ کی تخلیق کے بارے میں معروف و معاصر محقق مجاہد جتوئی نے لکھا ہے کہ یہ اُس وقت کہی گئی جب خواجہ صاحب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے اور آپ کی پیشوائی کے لیے مدینہ منورہ سے آدمی آیا۔<sup>17</sup> اس مشاہدہ کی تفصیل ملاحظہ کیجئے۔

اس کافی کے پہلے دس مصرعوں میں عشاقِ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اکرام، اُن کی فرحت و سرور کے اثرات اور دل مضطرب پر آجانے والی جانفز ابہار کا تذکرہ ملتا ہے۔ اس حوالے سے حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کا مشاہدہ جمال یہ ہے:

ج رنگ رُخ تے و لیا ہے مَتاں ماہی مانڑھوں گھلیا ہے

جنگل پلے سبزی چائی رُونق روز بروز سوائی

زل مل سِیار ڈیون ودھائی ر چھن لُوں لُوں ر لیا ہے

کانہہ، کھیلے خنکی چائی چائی لَیاں دے ور لَلائی

گل بھل کر دے حُسن نمائی سَکھ ملیا، ڈکھ ٹلیا ہے

فرماتے ہیں کہ محبوب کے وطن سے دُوری کی وجہ سے جو چہرے مر جھائے ہوئے تھے آج اُن چہروں پر رنگ واپس آیا ہے۔ خوشی سے دل اُچھل رہا ہے کیونکہ محبوب نے ایک آدمی کو پیشوائی کرنے والا قاصد بنا کر بھیجا ہے۔ ہمارے دل کے جنگل

پیلے سرسبز و شاداب ہو گئے ہیں۔ اس کی رونقوں میں بالاستمرار اضافہ ہو رہا ہے۔ سبھی دوست احباب اور شرکائے قافلہ مل جل کر ایک دوسرے کو مبارک دے رہے ہیں۔ محبوب کی محبت ہمارے جسم کے رواں رواں میں، روح میں اور سانسوں میں سرایت کر چکی ہے۔ ہم تو جہر دیکھتے ہیں ادھر ہی تمام درختوں اور پودوں پر خنکی، پھولوں پر حُسن و جمال اور بہار کے رنگ بکھرے ہوئے نظر آتے ہیں۔ سرکنڈے کی جھاڑیوں پہ تازگی آئی ہے۔ جھاؤ کے پودوں پر بُور نے سُرخ رنگ اختیار کر لیا ہے۔ پھول حُسن آرائی کر رہے ہیں۔ ایسے موسم اور ماحول میں ہمیں چار سونکھ ملے ہیں اور دُکھ ٹل گئے ہیں۔

یہ منظر اگرچہ ظاہری حُسنِ فطرت کا بھی ہو سکتا ہے۔ مگر غالب گمان یہ ہے کہ یہ منظر کشتی قلب و نظر کے مختلف ارمانوں، حاضری کی تمناؤں اور رُوحانی و وجدانی خواہشات کی تکمیل و ترقی کا ہے۔ مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر بالخصوص جب وہاں سے ایک آدمی پیشوائی کے لیے بھی آچکا ہو ایسے حالات میں ایک عاشق صادق کا درختوں، پودوں، گھاس کی ہریالی اور پھولوں کے عارضی اور وقتی رنگوں کے حُسن و جمال کو اپنی شاعری میں بیان کرنے کے لیے مشغول ہو جانا اور اُن کی منظر کشی میں وقت صرف کرنا بعید از مقتضی الحال لگتا ہے۔

مذکورہ مفہوم اس لیے بھی اُنسب اور اَرخ لگتا ہے کہ مندرجہ بالا منظر کشتی کے فوراً بعد حضرت خواجہ صاحب حضور نبی کریم رُوفِ رحیم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی کرم فرمائی کی تفصیل گنوار ہے ہیں۔ اُن عنایات بے پایاں کے مشاہدہٴ جمال کو آپ علیہ الرحمہ بند نمبر ۶۳ تا ۶۴ میں یوں بیان کرتے ہیں:

ر چھٹن جو گڑ میڈا ماہی      میں بے ڈاہی داسے ڈاہی

روز ازل توں اُس دی آہی      جنیں دلڑی کوں ملیا ہے

ڈھو لڑ ڈٹڑی بانہہ سر اندی      سس: ن ٹھئی ڈرماندی

کھیڑیں بھئیہیں حسرت آندی      کئی اَلَمیا کئی جلیا ہے

ماہی کیتے جھوکیں دیرے      تھئے ہن میرے گپ بھلیرے

ہنا: گانے، سر سُنہندے سیرھے      باغ خوشی دا بھلیا ہے

کہتے ہیں کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ تو میرے رانجھن جو گی ہیں، آپ تو مجھ بے یار و مددگار کا آسرا اور سہارا ہیں۔ ہمارا دل تو روزِ ازل سے آپ ہی کا ہے کیونکہ آپ شروع ہی سے اِس دل میں سما چکے ہیں۔ آپ نے ہماری یاوری ایسے کی ہے کہ ہمارے سر کو

آپ کے بازوئے محبوب کا سہارا ہے۔ ساس اور نند کے استعارے سے آپ یہ کہتے ہیں کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہماری وہ عزت افزائی فرمائی ہے کہ ہمارے مخالفین کے دلوں میں درد ہونے لگا ہے۔ شر، بدی اور بُرائی کے ایجنٹوں کو آبِ حسرت و یاس کھاتی ہے۔ اُن میں کوئی ڈکھوں کا شکار ہو گیا ہے تو کوئی آتشِ بغض و عداوت میں جل گیا ہے۔ ادھر ہمارے حالات و مقامات یہ ہیں کہ محبوب کریم نے ہمارے دل کو اپنی جھوک بنا کر اس میں ڈیرہ ڈالنا پسند فرمایا ہے۔ ہمارے نصیب اچھے ہو گئے۔ ہمارے ہاتھوں میں انعاماتِ ربانی اور سر پر عنایاتِ نبوی ایسے ہیں جیسے کسی کے ہاتھوں میں عروسی رنگین دھاگے اور سر پر سہرے بچتے ہیں۔ ہماری خوشی کے باغ کو پھول پھل لگ گئے ہیں۔ عنقریب ہم ان کے ثمرات سے بہرہ مند ہوں گے اور ہمارا فیض عام ہو گا۔

5. مدینہ منورہ کی برکات و انعامات کا مشاہدہ جمال:

دیوان فرید کی کافی نمبر ۱۵۳ مدینہ منورہ کی شان، برکات اور انعامات بیان کرتی ہے۔ آپ اپنے مشاہدہ جمال میں فرماتے ہیں:

تھیواں صدقے صدقے آیا شہر مدینہ

سکھ دی سبھ سہائم گپا ڈکھڑا دیرینہ

یعنی میں صدقے جاؤں شہر مدینہ آ گیا ہے، یہ میرے لیے سکھ کی تیج ہے۔ میرے سارے دیرینہ ڈکھ ڈور ہو گئے۔ وہ ڈکھ اور بے چینیاں جن کا علاج دُنیا کے کسی بھی خطے میں نہیں ملتا اُن سب کا معالج مدینہ منورہ میں موجود ہے۔ آپ کے پاس ہر قسم کی ظاہری و باطنی بیماری کی دوا اور ہرزخم کے لیے شافی مرہم تیار ہے۔ اب اگر آپ پر کوئی قربان ہونے کے لیے تیار ہوتا ہے تو اس جاٹاری کی وجہ سمجھ میں آ جانی چاہیے۔

اس کے بعد شعر نمبر ۱۵۵ اور ۶ میں خواجہ صاحب علیہ الرحمہ وہاں اپنی موجودگی کے زمان و مکان کی شان کا تذکرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

حرم معلیٰ روشن ہے نوری آئینہ

عرب دی ساری دھرتی سہمی صاف گلینہ

یعنی عالی رتبہ حرم نبوی میں تجلیاتِ ربانی اور انوارِ نبوت و رسالت مشاہدہ میں آئے۔ عرب کی ساری سر زمین خوب صورت، صاف ستھری ہے۔ ساری دُنیا کی زمین میں اس کا مقام و مرتبہ اور قدر و منزلت ایسے ارفع و اعلیٰ ہے جیسے سونے چاندی کی انگوٹھی میں گلینہ کا ہوتا ہے۔ اگرچہ سونا چاندی خود بہت قیمتی اور لوگوں کے نزدیک محبوب و مطلوب ہوتے ہیں مگر اُن میں

جڑے ہوئے نگینہ کی قدر و منزلت اُن سے زیادہ ہوتی ہے۔ ایسے ہی اگرچہ سر زمین حجاز بقیہ زمین کا ایک حصہ ہی ہے لیکن اِس کی شان اُس نگینے کی طرح عظیم و رفیع ہے۔ زمین کے اِس ٹکڑے نے یہ ساری عظمت و رفعت اِس لیے پائی ہے کہ اِسے ہمارے محبوب سید الانبیاء و الرسل کی سکونت کا شرف نصیب ہوا ہے۔

اس کے بعد آپ علیہ الرحمۃ مدینہ منورہ میں زمان و مکان کی نعمتیں پانے والے خوش بخت عشاق کے بارے میں شعر نمبر ۷ تا ۹ میں اپنا ایک مشاہدہ اور کشف یوں بیان کرتے ہیں:

ملسی جیڑھا رکھی صدق، ثبوت یقینہ

تھی شیطان پسِیلا مر گیا نفس کمدینہ

خبر فرید سدیو سے ملسوں شب آدینہ

یعنی وہ خاص اوقات جو دُنیا و آخرت کی نعمتیں تقسیم کرنے کے لیے مقرر ہیں اور وہ بابرکت مقامات جہاں وہ نعمتیں بانٹنے کے لیے دربارِ گہر بار لگتا ہے، کچھ شرائط کی تکمیل کے متقاضی ہیں۔ اُن کے لائق صرف وہ عاشق صادق ہوتا ہے جو صدق، ثبوت اور یقین کے خاص اوصاف سے متصف ہو۔ ایسے انعام یافتہ عاشق صادق سے شیطان مایوس ہو کر ہٹ جاتا ہے اور اُس کے نفس امارہ کو موت آجاتی ہے۔ یہاں خواجہ صاحب نے اپنا ذاتی تجربہ بیان کیا ہے۔ اس میں دوسروں کے لیے ترغیب کا ایک پہلو پایا جاتا ہے کہ وہ بھی وہاں اِن اوصاف سے متصف ہو کر جائیں۔

آخری شعر میں آپ علیہ الرحمہ بارگاہِ نبوی سے عطا ہونے والی ایک خاص نعمت اور خاص ملاقات کا ذکر کرتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر سنائی گئی ہے کہ آقا علیہ السلام سے جمعہ کی رات کو ملاقات ہوگی۔ اِس سے یہ حقیقت سمجھی جاسکتی ہے کہ سچے عاشقین اور تڑپتے مجسین کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب سے خصوصی ملاقات کی خوشخبریاں ملتی ہیں۔ صرف خوشخبریاں ہی نہیں بلکہ موعود ملاقاتیں بھی نصیب ہوتی ہیں۔

6. مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی نعمتیں اور برکات کے مشاہدات:

دیوان فرید کی کافی نمبر ۱۵۵ اس وقت تخلیق ہوئی جب آپ فریضہ حج ادا کر چکے، مدینہ منورہ کی زیارات کے لیے مکمل ایک ماہ مقیم رہے اور پھر عمرہ اور طواف الوداع کے لیے مکہ مکرمہ آئے۔<sup>18</sup> اِس دوران جو امور مشاہدہ میں آئے انہیں ذیل کی تفصیل سے سمجھا جاسکتا ہے۔

کافی کے پہلے چھ مصرعوں میں خواجہ صاحب نے سرزمین مکہ، اہل مکہ کی خوبیوں، اُن کے حُسنِ سلوک، وغیرہ کا تذکرہ بڑے من موہنے انداز میں کیا ہے۔ مکہ مکرمہ اور دیس عرب کے بارے میں فرماتے ہیں:-

آپ، ہنتم جیندیں سگے ایہیں شہر مبارک سگے

وہ دیس عرب دیاں چالیں خوش طر حیں خوب خِصالیں

گیاں و سر وطن دیا چالیں کیا خویش قبیلے سگے

کہتے ہیں کہ الحمد للہ! جیتے جی میں بابرکت شہر مکہ مکرمہ میں آپہنچا ہوں جسے قرآن مجید میں بکے سے موسوم کیا گیا ہے۔<sup>19</sup> اہل عرب کی چال ڈھال، لوگوں کی وضع قطع اور سیرت و خصلت کتنی پسندیدہ ہے۔ یہاں کے قدسی ماحول میں آکر وطن کی تمام باتیں، خویش قبائل حتیٰ کہ عزیز و اقارب سب بھول چکے ہیں۔ دیس عرب اور بالخصوص مکہ مکرمہ کی تعریف و ستائش کی اساس اُن کے وہ مشاہدات ہیں جو انہیں وہاں نصیب ہوئے۔ یہ مشاہدات اور تجربات اتنے دلچسپ اور روحانی برکات سے معمور تھے کہ وطن کی اہمیت نہ رہی۔ رشتہ داروں، عزیز و اقارب، قبیلہ و خاندان والے بھی بھول گئے کیونکہ عشاق کو جو دولت و عروج یہاں ملا وہ کسی اور جگہ نہیں ملتا۔

خواجہ صاحب حج کے بعد مدینہ منورہ تشریف لے گئے تھے۔ وہاں سے واپسی پر چونکہ عمرہ اور الوداعی طواف کے لیے آئے تھے اس لیے حرم کعبہ کے قدسی ماحول میں حاصل ہونے والے مشاہدہ جمال سے لذت دو بالا ہو گئی۔ اسی لیے فرماتے ہیں:

ہے لذت وادھو وادھی ہے ہر دے ڈوڑی شادی

ہر ویلے تاگھ زیادہ کئی ہارے تے کئی تھکے

یعنی ہر وقت بیش از بیش مزہ آرہا ہے۔ ہر دم دُگنی مسرت و شادمانی ہے اور ہر لحظہ تجلیاتِ نور کا انتظار بڑھ رہا ہے۔ اس صبر آزمائی و انتظار میں کئی ہمت ہار چکے ہیں، کئی تھک گئے ہیں۔ اس مشاہدہ کی توضیح یہ ہے کہ جو سالکین عزم مصمم، ثابت قدمی اور مستقل مزاجی کا مظاہرہ کرتے ہیں اُن کی خوشیوں میں ہر لمحہ اضافہ ہوتا ہے۔ کچھ ایسے سالکین بھی ہوتے ہیں جو سفر سلوک میں تھک ہار جاتے ہیں اور وصالِ محبوب سے دور رہ جاتے ہیں۔ یہاں سبق اور نصیحت یہ ہے کہ ﴿إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾<sup>20</sup> پر عمل کیا جائے۔

خواجہ صاحب کے نزدیک مکہ مکرمہ کے پتھر لیے راستے پھولوں جیسے اور گرد و غبار گلاب کی خوشبو جیسا ہے۔ یہاں کی ہوائیں روح کو جلا بخشتی ہیں۔ ان ہواؤں کی وجہ سے موسم ایسا ہوا دار ہو جاتا ہے گویا ساری رات پتکھے چلتے ہیں۔ بند نمبر ۴ میں فرماتے ہیں:

ہن پتھر سبجھ بھلاں دی ہے دھوڑی ٹول گلاں دی

شب بادِ صبا من بھاندی تا صبح جھلندی کھٹے

یعنی اس پاک سر زمین کے پتھر پھولوں کی تیج کی مانند ہیں اور اس کا گرد و غبار بھی گلہائے گلاب کی خوشبو کا مزہ اور گدیے کا کام دیتا ہے۔ رات کو جو حیات بخش ہوا چلتی ہے وہ صبح تک حاجیوں پر پتکھے کی طرح چلتی رہتی ہے۔ سمجھانا یہ چاہتے ہیں کہ قرب محبوب کے متنی مُحب کو چاہیے کہ راستے کے پتھروں اور سختیوں کو پھولوں کی تیج اور جسم پر جننے والی گرد اور ناک میں داخل ہونے والی خاک کو پھولوں کی غبار سمجھے۔

اس کے بعد آپ علیہ الرحمۃ حرمین کی تقدیس اور یہاں کے زائرین کی عظمت کے متعلق اظہار خیال کرتے ہوئے بند نمبر ۶ فرماتے ہیں:

ہے ملک مقدّس نوری ہے جنت خور قُصوری

بن عاشق پاک حضورِ پاک کون قدم اتھر رکھے

یعنی حضور سید عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کا ملک مقدس، نوری اور حور و قصور سے بھری ہوئی جنت ہے۔ اس میں سوائے پاک سرشت حضورِ عاشق کے کوئی اور قدم نہیں رکھ سکتا۔ مکہ مکرمہ میں مخلص مسلمان ہی داخل ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا: بن عاشق پاک حضورِ پاک کون قدم اتھر رکھے۔

مکہ مکرمہ کی باتیں کرتے کرتے خواجہ صاحب کو مدینہ منورہ اور محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یاد آ جاتے ہیں۔ اس لیے اب روئے سخن مدینہ اور کون و مکان کے والی کی طرف ہو گیا ہے۔ بند نمبر ۷ اور ۸ میں انوارِ رسالت کے اپنے مشاہدہ کو یوں بیان کرتے ہیں:

اے کھٹھم مدینہ عالی جتھ کون و مکان دا والی

ہے دھرتی عیبوں خالی پیا نور رسالت چھلے

کیوں و سرن یار دے دیرے تھیاں اکھیاں رور پرے

دم چیندیں کر سوں پھیرے ، لہ ہرسوں آپلے

آپ کہتے ہیں کہ میں نے جا کر مدینہ طیبہ کی زیارت کی جہاں کون و مکان کا والی محو استراحت ہے۔ اس بے عیب سر زمین سے ہر وقت نبوت و رسالت کے انوار و تجلیات چار سُو پھیلتے رہتے ہیں۔ محبوب کے ٹھکانے کیسے بھول سکتے ہیں؟ اُن کے لیے تور و رو کر ہماری آنکھیں گوشت کے سُرخ لو تھڑے کی مانند ہو چکی ہیں۔ زندگی رہی تو بار بار یہاں آئیں گے یا پھر وطن سے ساز و سامان اٹھا کر یہاں مستقل طور پر آباد ہو جائیں گے کیونکہ یہاں جو اکرام اور فیض رسالت سے حصہ نصیب ہوا ہے اُس نے بار بار حاضری کی تمنا پیدا کر دی ہے۔

#### 7. کعبہ مقدسہ سے جُدائی کے مشاہدات اور روحانی تجربات:

کعبہ اور حرم کعبہ سے جُدائی کے احساسات، روحانی مشاہدات اور تجربات دیوان فرید کی پہلی کافی میں بڑے سبق آموز اسلوب میں پیش کیے گئے ہیں۔ وہاں سے جُدائی کا مشاہدہ اور سر پر آنے والے ڈکھوں کے بھاری بوجھ کو خواجہ صاحب پہلے چھ مصرعوں میں بیان فرماتے ہیں:

اَج سَاوُتَاوُزے مَکَلایَا      سِر بَار ڈُکھَاں دَاچَایَا

اے قَبْد اَقْدَس عالی      ہر عیب کُنوں ہے خَالی

اِتھ عَمْد، عُبْد سَوَالی      جَنمیں جو مَنگیا سو پَایَا

ان اشعار کا سادہ مفہوم یہ ہے کہ آج بلخ اور سانولے محبوب یعنی کعبہ سے جُدائی ہو رہی ہے۔ اس فراق نے ہمارے سر پر ڈکھوں کا بوجھ رکھ دیا ہے۔ یہ حرم مقدس بلند مرتبہ اور ہر عیب سے خالی ہے۔ یہاں آنے والا ہر چھوٹا بڑا سوالی اخلاص اور پوری سنجیدگی کے ساتھ جو کچھ مانگتا ہے پالیتا ہے۔ یہ مقام مبارک مرکز رشد و ہدایت، روحانی ترقی اور سکون قلب و نظر کا گھر ہے۔ قرآن مجید میں اسی سلسلے میں فرمایا گیا ہے: {إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ، فِيهِ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ مَّقَامُ إِبْرَاهِيمَ وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ آمِنًا}۔<sup>21</sup> ترجمہ: ”بے شک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لیے بنایا گیا اللہ کی عبادت کے لیے وہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا اور موجب ہدایت تمام جہانوں کے لیے، اس میں چمکتی نشانیاں ہیں، ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ، اور جو اس میں داخل ہوا وہ بے خوف ہو گیا“۔<sup>22</sup>

## 8. عرب شریف سے جدائی اور روحانی تجربات:

دیوان فرید کی کافی نمبر ۲۶۹ کے موضوعات، آسمائے آماکن اور اُسلوبِ کلام سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کافی اُس وقت کہی گئی جب آپ سفر حج سے وطن واپسی کے لیے بحری جہاز میں تھے۔<sup>23</sup> حرمین شریفین کی طرف جاتے ہوئے خوشیوں اور مسرتوں میں مسلسل اضافہ ہوتا ہے تو واپسی پر عاشق کا سینہ ہجر و فراق کے دردِ عالم سے پھٹ رہا ہوتا ہے۔ آنسوؤں کی جھڑی لگی ہوتی ہے۔ ایسے موقع پر خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مشاہدات، احساسات اور تاثرات کیا تھے؟ اس کافی کے پہلے چھ مصرعوں میں اُن کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

ہئے عرب شریف سدھائی      بوسندھ پنجاب دی آئی  
 بن عربی اکھیاں رونون      روہار ہنجوں دے پوون  
 کرنیر۔ مگر اُدھونون      دل دردیں چوٹ چکھائی

سخت حسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ افسوس عرب شریف کی پاک دھرتی سے رخصت اور اُس کے رُوح پرور مناظر سے محروم ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ اب اپنے وطن سندھ پنجاب واپس جانے کا تقاضا شروع ہو گیا ہے۔ اپنے عربی محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے ہجر و فراق کی وجہ سے ہماری آنکھیں رو رو کر آنسوؤں کے ہار پرور رہی ہیں۔ آنکھوں سے مسلسل بہنے والے آنسو ہمارے منہ کو دھور رہے ہیں۔ اس مفارقت کی جو شدید چوٹیں ہمارے دل پر لگ رہی ہیں ہمیں پہلے اُن کا تجربہ نہیں تھا۔ درد کی اس نئی قسم نے ہمیں پہلی بار عجیب و غریب ذائقہ چکھایا ہے۔

محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے لمحہ بہ لمحہ اور منزل بہ منزل دور ہوتے ہوئے خواجہ صاحب جیسا عاشق صادق ہر معروف مقام کا نام لے کر ہجر و فراق اور نئے دردِ دل کے مشاہدات بیان کرتا ہے۔ بوقت آمدِ عدن، جدہ، اور حدّہ شامانیوں کے سنگ میل اور فرحت و سُور میں اضافہ کر رہے تھے لیکن واپسی پر یہی مقامات حسرت و اَلَم میں اضافہ کر رہے ہیں۔ بند نمبر ۳ میں خواجہ صاحب کے الفاظ ملاحظہ ہوں:

اُئی پہلی منزل عدے      سہی شہر مبارک جدے  
 کلھ بحر دی شدے مدے      جعدن ویندے مکھائی

انیسویں صدی کے اخیر میں اور ہوائی جہاز کے سفر سے پہلے وسائلِ نقل و حمل اور رَسَل و رسائل کی جو نوعیت تھی اس کی وجہ سے مکہ مکرمہ سے واپسی پر پہلی منزلِ حدّہ تھی۔ دوسری جدہ جو ہر حاجی کو آتے وقت خوش آمدید اور جاتے وقت خدا حافظ کہتا ہے۔ جدہ کے بعد حجاج کے سمندری جہاز کو سمندر کی لہروں اور مد و جزر میں داخل ہونا پڑتا تھا اور پھر جزیرۃ العرب کے آخری مقامِ عدن سے بھی جدائی کے داغ ملتے تھے۔

عام تجربہ یہ ہے کہ حج و عمرہ سے واپسی پر زائرین کی آنکھوں کے سامنے اُن مقامات کی ایک فلم سی چلتی رہتی ہے جہاں مناسکِ حج و عمرہ ادا کیے، عنایاتِ ربانی اور التفاتِ مصطفیٰ کریم ﷺ سے مستفیض ہوئے اور خطاؤں کی معافی مانگی تھی۔ جب خواجہ غلام فرید علیہ الرحمۃ جیسے عشق و محبت کے اسیرار کا رخ اب اپنے وطن کی طرف ہوا تو آپ نے اپنے مشاہداتِ جمال اور کشف کو کس طرح بیان کیا؟ بند نمبر ۴ ملاحظہ ہو:

کرسعی طواف، زیارت لہ لطفوں عفو اشارت

گھن عشتوں ذوقِ بشارت ول وطنیر گپِ ولائی

انہوں نے حرمِ کعبہ میں داخل ہو کر سعی و طواف سے فیضان حاصل کیا۔ بیت اللہ کی زیارت سے آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ مولا کریم کے خصوصی فضل و کرم سے مغفرت اور عفو و عنایت کا اشارہ بھی پالیا۔ اسی سلسلے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: «مَنْ حَجَّ لِلَّهِ فَلَمْ يَرْفُثْ، وَلَمْ يَفْسُقْ، رَجَعَ كَيَوْمِ وُلِدَتْهُ أُمُّهُ»<sup>24</sup> یعنی جس نے اللہ کے لیے حج کیا اور عورتوں سے مباشرت کی باتیں نہ کیں اور نہ گناہ کیا وہ اس دن کی حالت میں لوٹا جس دن اُس کی ماں نے اُسے جنم دیا تھا۔ عشق و محبت سے ذوق و وجدان کی بے شمار بشارتیں بھی لے کر وطن واپس تو آگئے لیکن اب قلبِ حزین اور دلِ مضطر کے احوال و کیفیات کیا ہیں؟

حرمین شریفین سے جدائی کا درد بھی بڑا عجیب ہوتا ہے۔ یہ پیارا درد سکون سے نہیں رہنے دیتا۔ یہ جوانی ہی میں تو وضع اور عجز و انکساری کے اوصاف پیدا کر دیتا ہے۔ اس سلسلے میں خواجہ صاحب اپنے مشاہدہٴ جلال اور اس کے اثرات بند نمبر ۵ اور ۶ میں یوں بیان فرماتے ہیں:

کیو گانے گپسے پانواں کیوں سُرخیال میندیاں لانواں

کیوں کجلد دھار بٹانواں ہائے! تھیم نصیبِ جدائی

گل سیرھے، ہارنما لے  
گل ناز نوازو لے  
گے جوش، جوانی، لے  
گر دھج وچ فخر ڈائی

خواجہ صاحب کے اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ حرم کعبہ اور حرم نبوی سے مفارقت کے اثرات اتنے شدید ہوتے ہیں کہ بناؤ سنگار کی کوئی چیز اچھی نہیں لگتی۔ جس طرح اپنے محبوب سے جدائی نوبلی مخلص دلہن کو عروسی گہنے اور زیورات پہننے کی طرف کوئی رغبت نہیں ہوتی؛ اُسے سُرخ، مہندی اور کچلے کے استعمال میں کوئی سکون و قرار نہیں ملتا؛ خوشی و مسرت کا سبب بننے والے اعمال پہلے والا اثر نہیں رکھتے، اُسی طرح حرمین شریفین کے حاجی اور مُعتَمِر کو واپسی پر اُداسیوں، ہجر و فراق اور حُزن و ملال کا جوم گھیر لیتا ہے اور ہر قسم کے سہروں اور ہاروں کی کشش ختم کر دیتا ہے۔ لوگوں کو دکھانے کے لیے چاہے وہ خوشی و شادمانی کا اظہار کر رہا ہوتا ہے لیکن حقیقت میں ناز و انداز کے سارے سامان اس کے سامنے اپنی اہمیت و وقعت اور جاذبیت و دلکشی کھو بیٹھے ہیں۔ اُس کے جو بن کی سَج دھج، شیخیاں شوخیاں اور فخر و مباہات بھی مفقود ہو جاتے ہیں۔

روحانی مشاہدات کی اسی صورت حال میں اپنے دردِ ہجر اور غمِ فراق کا قصہ کسے سنایا جائے؟ کلام کے اسی تسلسل میں خواجہ صاحب اپنے سانولِ محبوب کو مخاطب کر کے اپنی بے قراری کا اظہار کرتے ہیں۔ بند نمبرے میں اُن کا مشاہدہ جلال ملاحظہ ہو:

تئیں با جھوں سانولِ گھر وچ ہاں بے شک سخت سفر وچ

تھل مارو چرے بروچ ہم سختی روز سوائی

یعنی اے سانولے محبوب! تیرے بغیر تو مجھے گھر میں بھی سفر جیسی کیفیات در پیش ہیں۔ بلا شک و شبہ میں روحانی معاملات میں صبر آزما سفر سے دوچار ہوں۔ گھر ایسا ویران اور سُنسان نظر آتا ہے جیسے میں خُونی صحرا میں پریشان و سرگردان ہوں۔ یہاں سانول سے مُراد حضور نبی کریم رُوف رحیم ﷺ بھی ہو سکتے ہیں کیونکہ عاشق رسول اور مشتاقِ محبوب آپ کی بارگاہ میں عرض تمنا کر سکتا ہے اور بیت اللہ کے سیاہ رنگ کی مناسبت سے سانول سے مُراد کعبہ مقدسہ بھی ہو سکتا ہے۔

اس کافی کے آخری بند میں اپنے مشاہداتِ جلال اور حرمین شریفین کی جدائی میں اپنے باطنی احساسات کو خواجہ صاحب درج ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

کئی آس فرید نہ پُترئی جی جلیا، دلڑی بھنڑی

## سرسوز فراقِ دی پُنجزی کُلِ در دُوں چولی پائی

اسِ آخری بند کا لفظی ترجمہ تو یہ ہے کہ اے فرید! کوئی آرزو پوری نہ ہوئی۔ جی جل گیا اور دل کباب کی طرح بھن رہا ہے۔ سوز و فراق کی اوڑھنی سر پر اور دُکھ درد کی چولی گلے میں ہے مگر اس کا پہلا مصرعہ قاری کے ذہن میں ایک سوال کو جنم دیتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ حضرت خواجہ صاحب علیہ الرحمۃ نے یہ کیوں کہا ہے کہ ”کئی آس فرید نہ پُنجزی“؟ حالانکہ ربِّ کائنات کی توفیق اور رحمۃ اللعالمین صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کے اِذن سے انہیں سفر حج میں آسانی، مکہ مکرمہ میں حج کے لیے بروقت پہنچنا، مدینہ منورہ کے سفر میں سہولتیں، والہی پر عمرہ کی سعادت، پھر خیر و سلامتی سے وطن واپس پہنچنے کے وسائل میسر رہے۔ شہر محبوب میں گونا گوں عنایاتِ نبوی بھی نصیب ہوئیں۔ حجاز مقدس اور حرمین شریفین کے زائر کی حیثیت سے اُن کی یہ ساری تمنائیں پوری ہوئیں۔ پھر بھی فرماتے ہیں کہ میری کوئی آس، کوئی آرزو پوری نہیں ہوئی! وجہ کیا ہے؟

اس بند میں بیان کیے گئے احساس اور پہلے مصرعے سے پیدا ہونے والے سوال کی ایک وضاحت یہ ہے کہ محبوب دو جہاں صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ اور کعبہ جیسے محبوب و انتہائی باہرکت مقام کی جدائی ایک عاشق صادق کے جی جان میں دُکھوں اور غموں کا سمندر تلاطم خیز ہیجان برپا کر دیتا ہے۔ یہ کیفیت تو اُس کے باطن میں ہوتی ہے۔ اس کے ظاہر میں کیا احوال ہوتے ہیں؟ اس کے بارے میں خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ مشتاقانِ محبوب کے سروں پر فراقِ محبوب میں جلا دینے والی اوڑھنی ہوتی ہے؛ اُن کا سر جل بھن رہا ہوتا ہے؛ اور اضطراب کا عذاب اور تنہائی کا درد اُن کے گلے اور ظاہری بدن پر پہناوا بن جاتے ہیں۔ جب مشتاقِ قربِ حبیب اور تشنہ دیدارِ محبوب کو یہ صورتِ حال درپیش ہوتی ہے تو اُسے ایسا لگتا ہے کہ اس کا کوئی ارمان پورا نہیں ہوا۔ غالباً اس احساس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ربِّ کائنات کی طرف سے ہر لمحہ اور ہر آن ملنے والی اُن گنت عنایات اور محبوب دو عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ کی انمول عطائیں جہاں عاشق زار کی احتیاجات کو پورا اور اُس کی تشنگی کو سیراب کرتی رہتی ہیں وہاں اُس کے دامنِ طلب کو وسعت اور شعورِ حاجت کو بھی مسلسل گہرائی و گیرائی عطا کرتی رہتی ہیں۔ مسلسل عنایات کی بنا پر اُس کے مقامات میں ترقی واقع ہوتی ہے تو اُس کے احوال بدلتے ہیں۔ اُس کے نئے مقام اور احوال کے تقاضے اس دل میں اللہم زد فزد کی خواہش برقرار رکھتے ہیں۔<sup>25</sup>

خاتمہ بحث:

اس مقالے کے شروع میں موضوع کے جو بنیادی سوالات اٹھائے گئے تھے بحث کے مندرجہ بالا حصہ میں ان کے جوابات اپنی پوری تفصیل اور دلائل کے ساتھ گزر چکے ہیں۔ یہاں ان سوالات کے جوابات کا خلاصہ درج ذیل نکات کی شکل میں پیش ہے۔

1. سفرِ عشق رسول ﷺ میں مختلف الاقسام مشکلات اور صعوبات ہیں۔ اس عشق کا راستہ حوصلہ شکن اسباب سے بھر پور ہے۔ اس میں کامیابی کے لیے بہت بڑی استقامت، مستقل مزاجی، صبر و تحمل اور ثابت قدمی درکار ہے۔ تلون مزاجی اور متذبذب رویہ کامیابی کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہوتے ہیں۔
  2. کعبہ اور حرم کعبہ کا ظاہری اور باطنی حُسن و جمال اور اُس کی معطر، مُعنبر اور مطہر فضائیں زائرِ حرم کو پائیدار اور کئی لحاظ سے اعلیٰ و ارفع روحانی عنایات و انعامات عطا کرتی ہیں۔ قلب و نظر اور جان و جگر کی روحانی طاقتوں اور وجدانی صلاحیتوں میں جو اضافہ، برکت اور استحکام حرمین شریفین میں نصیب ہوتا ہے وہ کسی اور جگہ ممکن نہیں۔
  3. مدینہ پاک کا راستہ، وادیاں اور سرزمین عرب منفرد و ممتاز خصائص اور فوائد کی حامل ہیں۔ مدینہ منورہ کی وادیاں، ہُو ہُو بہشت کا رنگ ڈھنگ پیش کرتی ہیں۔ یہاں ہر لمحہ خوش حالی اور آرام سکھ میں اضافہ ہوتا ہے۔
  4. حرمین شریفین میں مشتاقانِ مصطفیٰ کے قلوب کی کیفیات بہت عجیب ہوتی ہیں۔ حج و عمرہ کے ماحول اور موسم میں اصحابِ عرفان و معرفت ہر شے سے نصیحت حاصل کرتے ہیں کیونکہ ان تمام کا وجود کائنات کے نظام میں اپنا کردار ادا کر رہا ہوتا ہے۔ یہ سب خالق کائنات کی ربوبیت اور کمال قدرت کا خاموش بیان ہیں۔ ان میں تفکر و تدبر کرنا عارفین کی معرفت میں اضافہ کرتا ہے۔
  5. حرم نبوی میں بعض اوقات اور بعض اماکن بہت سنہری اور انتہائی قیمتی ہیں۔ یہ برکتوں اور سعادتوں سے معمور ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حرم نبوی میں عشاقِ مصطفیٰ بعض اوقات تجلیاتِ ربانی اور انوارِ نبوت و رسالت کا کھلم کھلا مشاہدہ کرتے ہیں۔
  6. حرمین کی پاک دھرتی کے پتھر پھولوں کی بیج کی مانند ہیں اور یہاں کا گرد و غبار بھی گلہائے گلاب کی خوشبو کا مزہ اور گدیے کا کام دیتا ہے۔ رات کو جو ہوائیں چلتی ہے وہ انتہائی دلنوا ہوتی ہیں اور صبح تک حاجیوں پر معرفت و عرفان کے پتکھے بن کر چلتی رہتی ہیں۔
  7. کعبہ قبلہ ہر عیب سے خالی ہے۔ یہ حرم مقدس اور بلند مرتبہ ہے۔ یہاں آنے والا ہر چھوٹا بڑا بندہ سوا لی ہوتا ہے۔ یہاں جس نے سنگتاً بن کر اخلاص اور پوری سنجیدگی کے ساتھ جو کچھ مانگا، وہ اُسے مل جاتا ہے۔
- قارئین کے لیے اسباق برائے فکر و عمل:

1. آپ ﷺ جب اپنے مشتاقوں کو یاد کرتے اور انہیں حاضری کی اجازت عطا فرماتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ وہ حسب استطاعت بن سنور کر حاضر ہوں۔ قلب و نظر کی ظاہری و باطنی طہارت اور پاکیزہ سوچ فکر سے حاضر ہونا آداب

- بارگاہِ نبوی میں سے ہے۔ اخلاقِ رذیلہ کو چھوڑنا اور اخلاقِ حمیدہ سے مزین ہونا اُس عظمت و رفعت والی بارگاہ کے مطلوبہ آداب میں سے ہے۔
2. عشاقِ مصطفیٰ ﷺ اپنا سب کچھ آپ پر بار بار قربان کرنے کے لیے تیار رہا کریں۔ حتیٰ کہ وقت آنے پر اپنا سر اور جان بھی آپ پر بچھا اور کرنے سے گریز نہ کیا کریں کیونکہ یہ آپ پر ایمان کا تقاضا ہے۔
3. سرزمینِ عرب کی وادیوں، منازل، وضعِ قطع، پانیوں، گرد و غبار، پودوں، پھولوں وغیرہ کا احترام اور تعریف و ستائش کرنی چاہیے۔
4. حرمِ نبوی میں خاص انعامات اُن نیک بختوں کو ملتے ہیں جو صدق، ثبات اور یقین کے اوصاف سے مزین ہوں۔ ایسے انعام یافتہ عاشقِ صادق سے شیطان باپوس ہو کر ہٹ جاتا ہے اور اُس کے نفسِ امارہ کو موت آ جاتی ہے۔ لہذا تمام زائرینِ حرمین شریفین کو چاہیے کہ وہ اپنے اندر یہ خوبیاں پیدا کر کے وہاں حاضری کے لیے جائیں۔

## حواشی اور حوالہ جات:

1 ملاحظہ ہو: دریابادی، مولانا عبد الماجد، سفر حجاز، (ترتیب: حکیم عبد القوی)، ادارۃ انشائے اجدی، کلکتہ، ۱۴۰۰ھ / ۱۹۸۰ء؛ حافظ لدھیانوی، جمال حرمین، جنگ پبلشرز، لاہور، ۱۹۸۹ء؛ اصلاحی، امین احسن، مشاہداتِ حرم: سفر حج کے مشاہدات، تجربات اور تاثرات، دار التذکیر، لاہور، ۲۰۰۰ء۔

2 ملاحظہ ہو: فرحت حجازی، بیگم، کرم کے موتی: سفر حج و زیارتِ روضہ رسول ﷺ، تعبیر پبلی کیشنز، اسلام آباد، ۲۰۰۹ء؛ قرۃ العین طاہرہ، ڈاکٹر، سرحدِ ادراک سے آگے: تاثراتِ عمرہ، رُ میل ہاؤس آف پبلی کیشنز، راول پینڈی، ۲۰۱۰ء۔

3 ملاحظہ ہو: ڈاکٹر الحاج محمد شجاع ناموس، سفر نامہ حج و حرمین، مکتبہ میری لائبریری، لاہور، ۱۹۷۳ء؛ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، رُودادِ سفر حجاز، فیروز سنز، لاہور، سن ندرد (۱۹۷۹؟)؛ ڈاکٹر منظور ممتاز، حرمین کے دلکش و دل گداز تذکرے، گورا پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۷ء اور ڈاکٹر محمود الحسن عارف، تاجک حرم: سفر نامہ حرمین شریفین، الفیصل ناشران و تاجران کتب، لاہور، ۱۹۹۷ء۔

4 ملاحظہ ہو: عرفان صدیقی، مکہ مدینہ: حج و عمرہ کے روح پرور تاثرات، جہا نگیر بکس، لاہور، ۲۰۱۰ء۔ یہ کتاب عرفان صدیقی کے ان کالموں کا مجموعہ ہے جو ان کے متعدد حج و عمروں کے دوران میں نوائے وقت اور جنگ اخبارات میں ”نقش خیال“ عنوان کے تحت شائع ہوتے رہے۔

5 دیکھیے: محمد عبید اللہ بن خواجہ محمد معصوم سرہندی، حسانات الحرمین، (اردو ترجم: محمد اقبال مجددی)، مکتبہ سراجیہ خانقاہ احمدیہ سعیدیہ، موسیٰ زئی، ڈیرہ اسماعیل خان، ۱۹۸۱ء؛ شاہ ولی اللہ، فیوض الحرمین، (مترجم: پروفیسر محمد سرور)، دار الاشاعت، کراچی، ۱۴۱۳ھ؛ مناظر احسن گیلانی، سید، دربار نبوت کی حاضری، الفرقان بک ڈپو، نظیر آباد، لکھنؤ، ۲۰۰۸ء؛ اور مہر علی شاہ، پیر سید، مرآة العرفان، گولڑہ شریف، اسلام آباد، ۱۳۰۶ھ / ۱۹۸۶ء۔

6 دیکھیے: عبد الرشید نسیم (طالوت)، مقدمہ دیوان فرید ”خواجہ صاحب کا تخر علی“، ص ۲۳-۳۸ اور ۵۶-۶۰، منشورہ: عزیز الرحمن، علامہ، دبیر الملک، دیوان فرید (مترجم و مترشح)، مکتبہ عزیز یہ عزیز المطابع، مچھلی بازار، بہاول پور، ۱۹۴۴ء؛ نور احمد فریدی، مولانا، خواجہ فرید: حالات زندگی کشف و کرامات، (ملتان: جھوک پبلشرز، ط ۹، ۲۰۱۳ء)، ص ۱۵-۱۶، ۱۸-۲۱، ۹۸-۱۰۵؛ طاہر محمود کوریجہ، خواجہ فرید اور ان کا خاندان، (لاہور: الفیصل ناشران و تاجران کتب، ۲۰۰۶ء)، ص ۲۵۵-۲۹۹؛ اور محمد شکیل اوج، پروفیسر ڈاکٹر، خواجہ غلام فرید کے مذہبی افکار، (کراچی: مجلس التفسیر، اسٹاف ٹاؤن، ۲۰۱۳ء)، ”کلمات آغاز“، ص ۲۹-۳۵۔

7 دیکھیے: عبد القادر جیلانی، سید الشیخ، فتوح الغیب، (مترجم: سید محمد فاروق القادری)، (لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء)، ص ۳۰۔

8 حضرت الشیخ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا مفہوم پیش کرنے کے لیے سید محمد فاروق القادری کے فتوح الغیب کے اردو ترجمہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

9 ملاحظہ ہو: مولانا نور احمد فریدی، خواجہ فرید: حالات زندگی، کشف و کرامات، (ملتان: جھوک پبلشرز، ط ۹، ۲۰۱۳ء)، ص ۲۵-۲۶؛ محمد اسلم بیٹلا، تذکار فرید: فن، پیغام اور شخصیت، (ملتان: جھوک پبلشرز، ۲۰۰۲ء)، ”سفر نامہ ہائے حج خواجہ غلام فرید“، ص ۶۸-۶۲؛ مجاہد جتوئی، اطوار فرید،

(ملتان: جھوک پبلشرز، ۲۰۰۳ء)، ”خواجہ فرید کا غیر مطبوعہ سفر نامہ حج“، ص ۸۲-۱۰۶ اور ”خواجہ فرید کا سفر حج تاریخیوں کے آئینے میں“، ص ۱۳۰-۱۳۲؛ مولوی محمد عمر، لمعاتِ فریدی (اردو ترجمہ: آپہنتم جیندیں گے، مترجم: مجاہد جتوئی)، سرائیکی ادبی مجلس، بہاول پور، ۲۰۰۳ء؛ اور محمد سعید احمد شیخ، مرشد من، (ملتان: جھوک پبلشرز، ۲۰۱۱ء)، ”خواجہ فرید کا سفر حج“، ص ۲۷۱-۳۰۲۔ ان کے علاوہ طاہر محمود کوریچ نے اپنی کتاب ”خواجہ فرید اور اُن کا خاندان، ص ۳۱۴-۳۲۰“ میں بھی خواجہ صاحب کے سفر حج کا مختصر تذکرہ کیا ہے لیکن ان سب میں حج کے سن ہجری اور عیسوی میں فرق ہے۔ مجاہد جتوئی نے جو ”دیوان فرید با تحقیق، مطبوعہ ۲۰۱۳ء“ شائع کیا ہے اُس میں انہوں نے حج کا سال ۱۲۹۲ کی بجائے ۱۲۹۶ ہجری اور ۱۸۷۵ کی بجائے ۱۸۷۹ء درست قرار دیا ہے۔ اس پر کلام زیر نظر مقالے کی بحث سے خارج ہے۔

10 دیکھیے: مجاہد جتوئی، دیوان فرید با تحقیق، (خان پور، رحیم یار خان: سرکار راج تاج لائبریری، فیض آباد، ۲۰۱۴ء)، ص ۷۷، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳

24 صحیح البخاری، (تحقیق: محمد زبیر)، دار طوق النجاة، ۱۴۲۲ھ، ج ۲، ص ۱۳۳.

25 اللہ کریم اور حضور نبی کریم ﷺ کے عشاقان کے مقامات و احوال کے لیے کئی کتابوں میں کلام پایا جاتا ہے۔ مثلاً ملاحظہ ہو: نسیم، الف د، ڈاکٹر، حضرت مجدد الف ثانی کے مقامات و روحانی کی چند جھلکیاں، مشمولہ: جہان امام ربانی، (کراچی: امام ربانی فاؤنڈیشن، ۱۴۲۵ھ / ۲۰۰۵ء)، ج ۳، ص ۱۵۳-۱۷۵؛ امام ابو بکر بن ابی اسحاق بخاری کلاباذی، تعرف، (مترجم: ڈاکٹر پیر محمد حسن)، تصوف فاؤنڈیشن، لاہور، ۱۴۱۹ھ / ۱۹۹۸ء؛ شیخ ابو نصر سراج طوسی، کتاب اللمع فی التصوف، (مترجم: سید اسرار بخاری)، (لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، ۱۴۲۰ھ / ۲۰۰۰ء)، ص ۷۸-۱۱۸.